مدیر: حافظ جلال الدین القاسمی

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

عبد اللہ بن کعب بن مالک، کعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے مسجد میں اپنے دین کا تقاضا کیا جو اس پر تھا، ان دونوں کی آواز بلند ہوئی یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت اپنے حجرے میں تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر باہر تشریف لائے اور آواز دی کہ اے کعب! کعب نے کہا لبیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے فرمایا اپنا قرض اس قدر معاف کر دے اور اشارے سے بتلایا کہ آدھا (معاف کر دے) کعب نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا: جا اور قرض ادا کر دے۔

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2314



Vol No.2 Issue No.19 February 2018 Pages:8 Price:Rs.5.00

جلد نمبر:۲ شمارہ نمبر:۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ فروری ۲۰۱۸ صفحات:۸ قیمت:۵ روپیہ

# جُوں (القُمَّل) اور قرآن

از: حافظ جلال الدین القاسمی

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ (133) (سورۃ الأعراف:7)

ترجمہ: پھر تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجا کھلی کھلی نشانیاں بنا کر سو وہ (اس پر بھی) اکڑا ہی کئے اور وہ ایک نافرمان قوم تھی۔

قمل مشہور کیڑا ہے۔ اس کا واحد "قملۃ" ہے۔ اردو زبان میں اسے جوں کہا جاتا ہے۔ جوں انسانی بدن میں، کپڑوں، بالوں وغیرہ پر میل اور گندگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جاحِظ نے کہا ہے کہ جوں کے اندر یہ چیز طبعی ہے کہ جس جگہ وہ پیدا ہوتی ہے یا رہتی ہے اسی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ سیاہ بالوں کی جوں سیاہ رنگ کی اور سفید بالوں کی جوں سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ جوں کی مادہ، نَر سے بڑی ہوتی ہے۔ اور یہ مرغیوں اور کبوتروں وغیرہ میں بہت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح بندروں کے بدن میں بھی جوں پیدا ہوتی ہیں۔ جوں انڈے دیتی ہے اور ایک بالغ مادہ جوں، دن میں آٹھ انڈے تک دیتی ہے۔ جفتی کے بعد وہ چھپّن انڈے تک دے سکتی ہے۔ انڈوں سے نکلنے والی جوں تین ہفتوں کے بعد خود انڈے دینے کے قابل ہو جاتی ہے۔ جوں کی عمر عموماً تقریباً 6 ہفتوں کی ہوتی ہے۔ بالوں سے خود گرنے والی جوئیں عموماً خود مرنے والی ہوتی ہیں۔ جوں کے تین جوڑی پیر ہوتے ہیں۔ ایک بالغ جوں کی لمبائی دو تین ملی میٹر ہوتی ہے۔ جوں کی خوراک کا واحد ذریعہ انسانی خون ہے اور بالغ جوں کو دن میں دو بار خون کی ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قِبطی قوم پر جوں کا عذاب بھی بھیجا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ قبطی لوگ جوؤں کی اَذیّت سے زیادہ کسی اذیت میں مبتلا نہیں ہوئے۔ کیونکہ جوئیں، کھانے کی چیزوں، پینے کی چیزوں، رہنے کی جگہوں، کپڑوں، بالوں، آنکھوں اور پلکوں پر اس طرح جم جاتی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے بدن پر چیچک نکل آئی ہو۔ اسی وجہ سے قبطیوں کا سونا یا آرام کرنا ان پر حرام ہو گیا تھا۔ جوؤں نے ان کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ تمام قبطی چیختے چلاتے موسیٰ کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ آپ اپنے رب سے دعا فرما دیں کہ یہ بلا ہم سے ٹل جائے۔ چنانچہ موسیٰ کی دعا سے اللہ نے قبطیوں پر سے جوؤں کا عذاب ہٹا دیا۔

حُکَماء لکھتے ہیں کہ عورت اگر اپنے بالوں کو آبِ سِلق (چُقندر کے پانی) سے دھلے تو اس کے سر میں جوئیں نہیں پڑتیں۔ جاحظ نے لکھا ہے کہ مجزوم (جُذام کا مریض، کوڑھی) کے بدن میں جوئیں نہیں پڑتیں۔ ابنِ جوزی نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مجذوم کو جوؤں سے سخت اَذیت ہوتی ہے کیونکہ جوئیں ان کو کاٹتیں تو انہیں خارش ہو جاتی، جس کی وجہ سے وہ سخت اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لھٰذا اللہ نے جذام کے مریضوں کو جوؤں سے مامون فرما دیا۔ علامہ کمال الدین دُمیری نے حیاتُ الحیوان میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کا پیشاب بند ہو جائے تو ایک جُوں لے کر اس کے اِحلیل (urethra) میں رکھ دیا جائے تو اس کا پیشاب جاری ہو جائے گا۔

■ ■ ■

# خبریں ایک نظر میں

- مالیگاؤں بم دھماکہ ۲۰۰۶: مسلم نوجوانوں کو ڈسچارج کرنے کے فیصلے کے خلاف بھگوا ملزمین کی عرضی پر مارچ سے سماعت۔
- افغانستان میں ۶.۱ ریکٹر اسکیل کا زلزلہ، زلزلے کے جھٹکے جموں کشمیر تک محسوس کئے گئے۔
- بی جے پی کو جھٹکا: یشونت سنہا نے بنایا راشٹر منچ، بی جے پی ایم پی شتروگھن سنہا بھی ساتھ۔
- نئے سال کا پہلا چاند گرہن آج (۳۱ جنوری ۲۰۱۸)، بلڈ بلیو مون اور سپر مون کا نظارہ ایک ساتھ دیکھا جا سکے گا۔
- کاس گنج تشدد میں سنگھ پریوار ملوث: مجسٹریٹ کا انکشاف۔
- کاس گنج تشدد: پولیس کا دعویٰ، گولیاں چلا کر ہمیں مارنے کی کوشش کی گئی۔
- کاس گنج تشدد: چندن گپتا کے قتل کے ملزم سلیم کو پولیس نے گرفتار۔
- گوا سے کیرالا جا رہی مچھلیاں منتقل کر رہی لاری سے لاکھوں روپے کی شراب ضبط۔
- کاس گنج میں مسلمانوں کے خلاف یکطرفہ کارروائی پر شاہی امام مولانا بخاری یوپی حکومت پر برہم۔
- گئو رکھشا کے نام پر تشدد: سپریم کورٹ سخت، راجستھان، ہریانہ اور یوپی حکومتوں کو توہین عدالت کا نوٹس جاری۔
- سرینگر ہوائی اڈے پر آگ نمودار، پروازوں کی آوا جاہی روک دی گئی۔
- صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی تنقید کے بعد ایف بی آئی کے ڈپٹی ڈائریکٹر مستعفی۔
- امریکہ نے ۱۱ ممالک سے پناہ گزینوں کی آمد پر پابندی ہٹانے کا اعلان کر دیا، تاہم پہلے کی بہ نسبت زیادہ سخت قوانین سے گزرنا ہوگا۔
- برطانیہ: حجاب پر پابندی عائد کرنے والی پرنسپل کو سوشل میڈیا نے بتایا ہٹلر۔
- راہل گاندھی نے آر ایس ایس کو بتایا خواتین مخالف، مہاتما گاندھی کی دی مثال۔
- یوپی کے ۸۳۶ مدارس پر لٹکی تلوار، ہزاروں طلبہ ہو سکتے ہیں بورڈ امتحان سے محروم۔
- طلاقِ ثلاثہ آئی پی سی کے تحت جرم نہیں تو سزا کس بات کی: ایک سوال۔
- چکر دھر پور کا چھوٹو نامی ایک معذور شخص ٹرینوں میں بھیک مانگ کر بنا لکھ پتی۔ اس کی عمر چالیس سال ہے اور اسکی تین بیویاں ہیں۔

# بلاشبہ جھینگا مچھلی حلال ہے

مقبول احمد سلفی
اسلامک دعوۃ سنٹر، شمالی طائف (مسرہ)، سعودی عرب

جھینگا مچھلی کے متعلق عوام میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، اس کی وجہ علماء کے درمیان مختلف قسم کے فتاوے ہیں، کسی نیجھینگا کو مچھلی کہا، کسی نے مچھلی نہیں مانا۔ کسی نے اس کا کھانا جائز کہا، کسی نے ناجائز کہا تو کسی نے مکروہ تحریمی کہا۔ یہ مختلف قسم کے فتاوے لوگوں کے لئے الجھن کا سبب بنے ہوئے ہیں، میں نے اس الجھن کو دور کرنے کی ایک چھوٹی کوشش کی ہے۔

اس مسئلہ کو سلجھانے کے لئے سب سے پہلے دریائی حیوانوں اور مچھلیوں کے متعلق شریعت کا حکم دیکھنا پڑے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعاً لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِيَ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (المائدة: ۹۶)

ترجمہ: تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تمہارے فائدے کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا جب تک تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالی سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیت میں محرم (جو حالت احرام میں ہو) کا حکم بتایا جارہا ہے کہ وہ احرام میں صرف دریا کا شکار کرسکتا ہے، جب تک احرام میں ہیوہ خشکی کا شکار نہیں کرسکتا۔

آیت کا لفظ «صید« عام ہے جو دریا کی مچھلیوں سمیت تمام قسم کے حیوانوں کو شامل ہے۔ اور «البحر» سے مراد ہر قسم کے پانی کا اسٹور خواہ تالاب ہو، ندی ہو، نالہ ہو، دریا ہو، سمندر رہو۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ حیوان خواہ جانور ہو یا مچھلی جو پانی میں ہی زندگی بسر کرتا ہو، پانی کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا وہ سب شکار میں داخل ہے اور اس کا کھانا ہمارے لئے حلال ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت ہیکہ نبی سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

هوَ الطَّهورُ ماؤُهُ الحلُّ ميتتُهُ

(صحيح ابن ماجه: ۳۱۶)

ترجمہ: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔

اس حدیث میں دو باتوں کا ذکر ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سمندر کا میتۃ (مردار) حلال ہے۔ یہ میتۃ کیا ہے؟ اس سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت دوسری حدیث رسول ﷺ سے ہوجاتی ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

أحلَّت لكُم ميتتانِ ودَمانِ، فأمَّا الميتَتانِ، فالحوتُ والجرادُ، وأمَّا الدَّمانِ، فالكبِدُ والطِّحالُ (صحيح ابن ماجه: ۲۶۹۵)

ترجمہ: تمہارے لئے دو مردار اور دو خون حلال قراد دیئے گئے ہیں۔ مردار سے مچھلی اور ٹڈی مراد ہیں جبکہ خون سے جگر اور تلی مراد ہیں۔

اب بات واضح ہوگئی کہ سمندر کی مری ہوئی مچھلی ہمارے لئے حلال ہے۔ اس حدیث سے ایک مسئلہ اور بھی واضح ہوگیا کہ جب مردار مچھلی جائز ہے تو زندہ مچھلی خواہ کسی قسم کی ہو بدرجہ اولی جائز ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ سمندر میں پائی جانے والی ہر قسم کی مچھلی کا شکار کرنا اور اس کا کھانا ہمارے لئے جائز ہے۔

کیا جھینگا مچھلی نہیں ہے؟

اب ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ حنفیہ نے شک کی وجہ سے جھینگا نہ کھانا احوط کہا اور اس کا کھانا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہیکہ بعض حنفیہ کے یہاں جھینگا مچھلی میں شمار نہیں ہوتی، یہ ایک جانور ہے اور حنفیہ کے یہاں مچھلی کے علاوہ سمندر کا کچھ بھی حلال نہیں جیسا کہ البدائع، فتاوی ہندیہ اور در مختار میں لکھا ہے۔ حالانکہ ائمہ ثلاثہ کے یہاں جھینگا پہ کوئی کلام نہیں۔

جھینگا کو عربی میں جمبری، اِربِیان، رُوبِیان، قُرَیدِس، قِمرون اور بُرغوث البحر وغیرہ۔ انگریزی میں Prawns اور Shrimp، اٹلی میں Gambero، رومی میں Cammarus, اسپانی میں Camaron, ترکی میں Karides، فرنسی میں Crevettes کہتے ہیں۔ اس کی تقریبا دو ہزار اقسام پائی جاتی ہیں۔

لغت کی کتاب، طب کی کتاب اور علم الحیوان کی کتاب دیکھنے سے علم ہوتا ہے کہ ان ساری جگہوں میں جھینگا کو مچھلی کی ہی قسم لکھا ہے۔ قدیم وجدید کتب لغت وطب میں بھی جھینگا مچھلی کے طور پہ ملتی ہے۔ ابن بیطار نے اسے اربیان وروبیان لکھا ہے۔ صاحب بن عباد نے اس کا وصف بتلایا ہے کہ یہ تیڑھی انگلی کی طرح لال مچھلی ہے۔ جوہری اور فیروز آبادی نے سفید کیڑے کی طرح بتلایا ہے۔ دمیری نے چھوٹے قسم کا لال رنگ والا کہا ہے۔ داؤد انطاکی نے بہت پیر والا لال رنگ کا کیکڑے کی طرح مگر اکثر گوشت والا کہا ہے۔ ان ساری کتب میں مچھلی کی حیثیت سے اس کا وصف بتلایا ہے۔

تکملۃ المعاجم العربیۃ از مستشرق رینہارت آن دوزی (۸/۲۲۱) میں قریدس کا وصف مصر کے روبیان سے ذکر کیا ہے۔ محیط المحیط از پطرس بستانی (متوفی: ۱۳۰۰ھ) صفحہ ۷۲۵ پر قریدس کے متعلق لکھا ہے:

القريدس: سمكة صغيرة بقدر الجرادة أو أكبر قليلا وتشبهها. یعنی قریدس (جھینگا) ایک چھوٹی مچھلی ہے جو ٹڈی کے مثل یا اس سے تھوڑی بڑی اور اس کے مشابہ ہوتی ہے۔

معجم الالفاظ الزراعیۃ از مطفقی شہابی (مکتبہ لبنان) صفحہ ۱۹۷ پر یہ عبارت ہے۔ الاربیان: ضرب من السمك وهو القريدس في الشام والجمبري في مصر۔ یعنی اربیان (جھینگا) ایک قسم کی مچھلی ہے، ملک شام میں اسے قریدس اور مصر میں جمبری کہتے ہیں۔

ابوبکر بن درید (متوفی: ۳۲۱ھ) نے جمہرۃ اللغۃ (۳/۱۲۳۶) میں لکھا ہے: الاربیان: ضرب من الحیتان یعنی اربیان (جھینگا) مچھلی کی ایک قسم ہے۔ زبیدی نے تاج العروس میں سفید کیڑے کی طرح مچھلی بتایا ہے۔

جوہری (متوفی: ۳۹۳ھ) نے الصحاح (۶/۲۳۵۱) میں لکھا ہے: الاربیان بکسر الهمزة، ضرب من السمك بيض كالدود (اربیان، ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، ایک قسم کی مچھلی جو سفید کیڑا کی طرح ہے)

کمال کی بات ہے علامہ مجد فیروز آبادی (متوفی: ۸۱۷ھ) جو کہ حنفی المسلک ہیں انہوں نے القاموس المحیط کے اندر لکھا ہے: الاربیان بالکسر: سمک۔ یعنی اربیان (جھینگا) مچھلی ہے۔

اس طرح بے شمار لغت کی کتابوں سے حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ کتب لغت کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی کتابوں میں بھی اسے ایک مچھلی ہی مانا گیا ہے۔

ابوہلال عسکری (متوفی: ۳۹۵ھ) نے «التلخیص فی معرفۃ اسماء الاشیاء» میں اربیان (جھینگا) کو ایک چھوٹی مچھلی کہا ہے۔ ابوالعلاء معری (متوفی: ۴۴۹ھ) نے «رسالۃ الملائکۃ» میں <وھو ضرب من السمک> کے ذریعہ اسے مچھلی قرار دیا ہے۔

یاقوت الحموی (متوفی: ۶۲۶ھ) نے معجم البلدان میں بھی مچھلی کی قسم کہا ہے۔

مذکورہ بالا مختصر حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم وجدید لغت اور مختلف علوم کی کتاب میں جھینگا مچھلی ہی مانی جاتی ہے۔ ساتھ ہی یہ عرف عام میں بھی مچھلی سے ہی متعارف ہے۔ اس لئے ہم دیکھتےہیں کہ جھینگا مچھلی مارکیٹ میں ملتی ہے نہ کہ گوشت کی دوکان پہ اور ہوٹلوں میں بھی مچھلی کی فہرست میں شامل ہے۔

حنفیہ کے یہاں سمندر کی ساری مچھلیاں حلال ہیں۔ امام سرخسی نے «المبسوط» میں لکھا ہے: جمیع انواک السمک حلال یعنی ہر قسم کی مچھلی حلال ہے۔ گویا حنفی فقہ کی روشنی میں بھی جھینگا حلال ہے۔ چنانچہ حنفی عالم ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۹ پر لکھا ہے: وبالجملۃ فکل ما کان من جنس السمک لغۃ وعرفا فھو حلال بلا خلاف کالسقنقور والروبیان ونحوھما (مجملہ جو لغت اور عرف میں مچھلی ہو وہ بغیر اختلاف کے حلال ہے جیسے کوتری، جھینگا اور ان جیسی)

لغت کی کتاب، کتب طب وحیوان، عرف عام میں جھینگا مچھلی ہے یہ ثابت ہوگیا، اسی طرح حنفی اہل لغت نے بھی اسے مچھلی لکھا ہے اور ساتھ ہی مشہور حنفی عالم نے بصراحت جھینگا حلال لکھا ہے۔ نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں جھینگا حلال ہے وہ پہلے ہی ثابت کیا گیا ہے بلکہ یہاں تک قرآن سے ثابت ہے کہ مچھلی کے علاوہ پانی پہ منحصر سارے حیوان حلال ہیں۔ ساتھ ہی کھانے پینے کی چیز میں اصل حلت ہی ہے سوائے اس کے جس کو نام لیکر حرام کہا گیا ہو۔ جھینگا ان حیوان میں سے نہیں جن کی ممانعت آئی ہے گویا قاعدے کی رو سے بھی اس کا حلال ہونا ثابت ہے۔

لہذا ایک ثابت شدہ چیز کو مکروہ اور ناجائز کہنا اللہ کے حدود سے تجاوز ہے۔

# اسلام میں جھوٹ کا مقام

ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی

(گزشتہ سے پیوستہ)

گمراہی کا زیادہ تر حصہ جھوٹے دعووں اور خلاف واقع گفتگو کا نتیجہ ہوتا ہے۔ برے لوگ اپنے فاسد مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی شیریں بیانی، کذب لسانی سے سادہ لوح حضرات کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ھیں اور اپنی رطب اللسانی کی زنجیر میں اسیر کر لیتے ھیں۔ جھوٹا آدمی کبھی یہ سوچتا ہی نہیں ہے کہ کوئی دوسرا اس کے راز سے مطلع ہو جائے گا۔ اسی اطمینان کی بنیاد پر اپنی گفتگو میں غلطیوں اور تناقض کا شکار ہوتا رہتا ہے اور کبھی شدید رسوائی سے دو چار ہو جاتا ہے اسی لئے یہ مثل بے بنیاد نہیں ہے کہ: دروغ گو را حافظہ نباشد! ہر دور میں مسلمانوں میں ایسے علماء، مشائخ اور دانشور رہے ہیں جو جھوٹے قصے کہانیاں، روایات اور ضعیف و موضوع احادیث کے ذریعے عام لوگوں میں دینی رغبت پیدا کرنے، ان کے دلوں کو نرم کرنے اور دلوں میں خوفِ الٰہی بٹھانے کے قائل رہے ہیں یعنی ترغیب و ترہیب کیلئے جھوٹ کا سہارا لینے کو جائز سمجھتے رہے ہیں اور جھوٹ کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں نے بے شمار عجیب و غریب بناوٹی احادیث و روایات اور قصے کہانیوں کو اپنی دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس کا حصہ بنا دیا جنھیں ان کے ماننے والے عام مسلمان سچ سمجھ بیٹھے اور جسے وقت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کا ہی حصہ سمجھ لیا گیا۔ آج نتیجہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں جھوٹ اور سچ پر مبنی دینِ اسلام کی ایک خلط ملط صورت موجود ہے۔ اسی علت نے فرقہ واریت کو فروغ دینے، عوام کو بدعات میں مبتلا کرنے، مسلمانوں کی اجتماعیت اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور اسلام کا چہرہ مسخ کر کے غیر مسلموں کے نظروں میں مسلمانوں اور اسلام کی غلط اور قدرے مختلف شبیہ پیش کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر سنت و بدعت، حق و ناحق اور شریعت و ضلالت میں تمیز انتہائی مشکل ہوگئی ہے ایسے لوگوں کے بارے میں احکم الحاکمین کا فرمان ہے:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ (105) (سورة النحل: 16)

ترجمہ: (اپنے دل سے) جھوٹ تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور (دراصل) وہی لوگ جھوٹ بولنے والے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے۔

دین میں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر) جھوٹ بولنے والے کا ٹھکانا جہنم قرار دیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ (بخاريٌ كِتَاب أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ بَاب مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)

ترجمہ: صحیح بخاری: ابو عاصم ضحاک بن مخلد اوزاعی حسان بن عطیہ ابوکبشہ حضرت عبداللہ بن عمرو (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری بات دوسرے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات (اگر تم چاہو تو) بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر قصدا جھوٹ بولا تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہئے۔

انجامِ کار کتاب و سنت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بہت برا گناہ ہے، یہ کبائر میں سے ہے شریعت اسلامیہ نے جھوٹ بولنے والے کو ملعون کہا ہے، منافقانہ طرز عمل گردانا، ایک قسم کے جھوٹے (یعنی قاذف) پر کوڑے برسانے کا حکم دیا۔ البتہ ان میں سب سے بڑا گناہ اور خطرناک جھوٹ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جھوٹ بولنا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت دور کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین و دنیا کے لئے جھوٹ سراسر نقصان اور خسارے کا سودا ہے۔ لہٰذا ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ زندگی چند روزہ ہے، آخر ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا پڑے گا، پھر ہمارے بولے ہوئے جھوٹ ہمارے کسی کام نہ آئیں گے۔ اس لئے آپ زندگی کے جس شعبے میں بھی ہیں، اسے جھوٹ کی آمیزش سے پاک کرلیں اور آئندہ جھوٹ بولنے سے توبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے پکا وعدہ کرلیں کہ زندگی بھر جھوٹ کی راہ اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سچ کو فتح عطا فرما کر ہمیں اپنی زبان و کلام کو جھوٹ سے پاک رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

■ ■ ■ ■ ■

ماہنامہ الابصار

# اداریہ

## لمحہء فکریہ (موجودہ حالات کے تناظر میں)

حافظ جلال الدین القاسمی

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں اسکی رہنمائی موجود نہ ہو۔ اسلام کے تمام قوانین انتہائی مُنضَبط ہیں۔ کوئی بھی قانون غیر متوازن نہیں ہے۔ ہر معتدل مزاج شخص یہ مانتا ہے کہ اسلام سب سے اچھا مذہب ہے۔ مگر اس کے ماننے والوں کی بداعمالیاں دیکھ کر ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اسلام کے ماننے والے سب سے بدتر ہیں۔ اور اس بات کے اعتراف کے بعد کہ اسلام سب سے اچھا مذہب ہے، سب سے بڑی اچھائی کو قبول نہ کرنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ اس حماقت کا سبب خواہشاتِ نفس کی اتباع ہے کیونکہ اسلام انسانی نفوس پر کچھ ایسی پابندیاں عائد کرتا ہے جو نفوس پر گراں ہیں۔ جبکہ یہ پابندیاں خود انسانوں کے لئے مفید ہیں اور اُن پابندیوں کو نظرانداز کر دینا خود ان کے حق میں مُضِر ہے۔ کوئی بھی آزادی بِلاقیدِ پابندی غیر فطری ہے۔ جولوگ اپنی آزادی کی راہ میں کوئی بھی پابندی قبول کرنا نہیں چاہتے وہ اسی غیر فطری اَمر کا اِرتِکاب کر رہے ہیں۔

میرے خیال میں اسلام کے متعلق تین قسم کا ذہن رکھنے والے لوگ ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو دِل سے اسلام کی عظمت کے معترف ہیں، مگر وہ دنیاوی لذتوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اسلام کی مخالفت میں کوشاں رہتے ہیں کہ اس کو مان لینے سے ان کی لذتیں اور دُنیاوی آسائشیں اُن کے ہاتھوں سے نکل جائیں گی۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اسلام کی حقانیت سے بالکل لاعلم اور یکسر نابلَد ہیں اور وہ اسلام کی حقانیت کو سمجھنا بھی نہیں چاہتے ہیں۔ انہیں باپ دادا سے جو مذہب وراثتاً ملا ہے، حَق ہو ناحَق ہو، اُنہیں اسی پر ڈٹے رہنا ہے اور اس کے خلاف انہیں کچھ نہیں سننا ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جن پر آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کا محاورہ صادق آتا ہے کہ اسلام کے بارے میں شُکوک وشُبہات میں مُبتلا ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے اصولوں کو اچھی طرح نہیں پڑھا ہے۔ ان اُصولوں کا اچھی طرح تحلیل و تجزیہ نہیں کیا ہے۔ اسی قسم میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو اسلام دُشمن مفکرین کی زہریلی تحریروں سے متاثر ہیں۔ ان نام نہاد مفکرین کی تحریروں کے دلائل کی کمزوریوں کو پرکھنے کے لئے اُن کے پاس علم، سلیقہ اور وسعَت نظری نہیں ہے۔

لٰہذا، آج دُنیا میں، خاص طور سے ہمارے ملک ہندوستان میں مذکورہ تین قسم کے برادرانِ وَطن کے ذہنوں میں اسلام کی جو غَلَط شبیہہ موجود ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں نفرتوں کی خلیج جو بڑھتی جارہی ہے اور کچھ مخصوص فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے افراد اس خلیج کو اور بڑھا کر نفرتوں کو چنگاری سے شعلہ بنانے میں کوشاں ہیں۔ ایسے حالات میں ہر مسلمان پر ضروری ہوجاتا ہے کہ آگے بڑھ کر برادرانِ وَطن کے سامنے اسلام کی خوبیاں واضح کرے اور اُن کی غَلَط فہمیوں کا ہر طرح اِزالہ کرے۔ کسی بھی مقام پر جذبات کی رَو میں بہہ کر صبر اور سوجھ بوجھ کا دامَن ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ یہ نفرَتیں ہمارے دیش کی سالمیت کے لئے زبَردَست خطرہ ہیں۔ اور آخر میں میں نفرَت کے پُجاریوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ چند روزہ زندگی جو مُحبت ہی کے لئے کافی نہیں، اُس میں آپ نفرَت کی جگہ کیسے نکال لیتے ہیں؟!! کیا اس حرکَت پر آپ کا ضمیر آپ کو ملامَت نہیں کرتا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جس دنیا کے لئے آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں، اس دنیا کو انسان چھوڑ دیتا ہے یا دُنیا اس کو چھوڑ دیتی ہے!!؟؟

- - -

## منتخب اشعار

ستونِ دار پہ رکھتے چلو سَروں کے چراغ
جہاں تلک یہ سِتَم کی سیاہ رات چلے

میں وقت کی چوکھٹ پہ کھڑا دیکھ رہا ہوں
انسان کے کردار سے انسان خفا ہے

انساں کی خواہشوں کی کوئی انتہا نہیں
دو گَز زمیں بھی چاہیے دو گز کَفَن کے بعد

ہیں دلیلیں تیرے خلاف مگر
سوچتا ہوں تیری حمایَت میں

تکمیلِ آرزو سے بھی ہوتا ہے غَم کبھی
ایسی دُعا نہ مانگ جسے بد دعا کہیں

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کے پیوند لگے جاتے ہیں

آسمان سے کوئی پوچھے یہ تنک تاب ہلال
کن مراحل سے گزرتا ہے قمر ہونے تک

بَد خصالوں کی پذیرائی پہ حیرت کس لئے
آگئی دولت تو سارے عیب پوشیدہ ہوئے

### شاہد ذکی

بس روح سچ ہے باقی کہانی فریب ہے
جو کچھ بھی ہے زمینی زمانی فریب ہے

رنگ اپنے اپنے وقت پہ کھلتے ہیں آنکھ پر
اول فریب ہے کوئی ثانی فریب ہے

سوداگران شعلگیٔ شر کے دوش پر
مشکیز گاں سے جھانکتا پانی فریب ہے

اس گھومتی زمیں پہ دوبارہ ملیں گے ہم
ہجرت فرار نقل مکانی فریب ہے

دریا کی اصل تیرتی لاشوں سے پوچھیے
ٹھہراؤ ایک چال روانی فریب ہے

اب شام ہوگئی ہے تو سورج کو رویئے
ہم نے کہا نہ تھا کہ جوانی فریب ہے

بار دگر سمے سے کسی کا گزر نہیں
آئندگاں کے حق میں نشانی فریب ہے

علم اک حجاب اور حواس آئنے کا زنگ
نسیان حق ہے یاد دہانی فریب ہے

تجسیم کر کہ خواب کی دنیا ہے جاوداں
تسلیم کر کہ عالم فانی فریب ہے

شاہدؔ دروغ گوئی گلزار پر نہ جا
تتلی سے پوچھ رنگ فشانی فریب ہے

### فیض احمد فیض

اب وہی حرف جنوں سب کی زباں ٹھہری ہے
جو بھی چل نکلی ہے وہ بات کہاں ٹھہری ہے

آج تک شیخ کے اکرام میں جو شے تھی حرام
اب وہی دشمن دیں راحت جاں ٹھہری ہے

ہے خبر گرم کہ پھرتا ہے گریزاں ناصح
گفتگو آج سر کوئے بتاں ٹھہری ہے

ہے وہی عارض لیلیٰ وہی شیریں کا دہن
نگہ شوق گھڑی بھر کو جہاں ٹھہری ہے

وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری تھی
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری ہے

بکھری اک بار تو ہاتھ آئی ہے کب موج شمیم
دل سے نکلی ہے تو کب لب پہ فغاں ٹھہری ہے

دست صیاد بھی عاجز ہے کف گلچیں بھی
بوئے گل ٹھہری نہ بلبل کی زباں ٹھہری ہے

آتے آتے یوں ہی دم بھر کو رکی ہوگی بہار
جاتے جاتے یوں ہی پل بھر کو خزاں ٹھہری ہے

ہم نے جو طرز فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیضؔ گلشن میں وہی طرز بیاں ٹھہری ہے

# نِکاتِ قُرآنیہ

حافظ جلال الدین القاسمی

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا (58)

(سورۃ الأحزاب:33)

ترجمہ: اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ان باتوں پر اذیت دیتے ہیں جن کا ارتکاب انہوں نے نہیں کیا وہ اپنے سر ایک بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھالیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ أَوْ سَبْعُونَ بَابًا أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنْ الْإِيمَانِ (سُنن ابن ماجه كِتَاب الْمُقَدِّمَةِ بَاب فِي الْإِيمَانِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رض) مروی ہے کہ جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ایمان کے کچھ اوپر ساٹھ یا ستر باب ہیں سب سے کم شاخ (یعنی ایمان کا سب سے کم درجہ) تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹانا ہے اور سب سے زیادہ اور ارفع (افضل) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا کہنا ہے اور حیاء (بھی) ایمان کا حصہ ہے۔

قرآن وحدیث کی اس تعلیم اور وعیدِ شدید کے بعد بھی مسلمان اپنے فائدے کے لئے راستے میں ہی گڑھا کھود دیتے ہیں جس سے آنے جانے والے لوگوں کو بے حد تکلیف پہونچتی ہے۔ بعض لوگ اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ گڑھے ہم اس وجہ سے کھود دیتے ہیں تا کہ سواریوں کی رفتار کم ہو جائے اور لوگ خاص طور سے بچے اُن سواریوں کی لپیٹ میں نہ آئیں۔ یہ ایک نامعقول عُذر ہے اس لئے کہ اس فکر کے پیشِ نظر ہر شخص اپنے گھر کے سامنے گڑھا کھودنے لگے تو سڑکیں بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟! بعض رکشہ والوں والوں نے بتایا کہ بعض مَحلّوں میں سڑکوں پر گڑھا کھودنے والوں کو اس راستے سے گُزرنے والا ہر شخص گالیاں اور بد دُعائیں دیتا گزرتا ہے۔ اس طرح ایسے صاحَب الاُخدوُد کو ہزاروں گالیاں اور بد دُعائیں ملتی ہیں۔ اور کوئی گالی یا بد دعا نہ بھی دے تب بھی یہ فعل، مَذکورہ آیتِ کریمہ اور حدیث شریف کے خلاف ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

یہ تو سڑکوں کا ایک منظر ہے۔ سڑکوں کا دوسرا منظر یہ ہے کہ سڑک کے موڑ پر بڑی بڑی گاڑیاں کھڑی کر دی جاتی ہیں جسکی وجہ سے پیدَل چلنے والا یا سوار اُس موڑ پر پہونچ کر صحیح اندازہ نہیں کر پاتا کہ دوسری جانب سے کوئی سواری آرہی ہے اور بَسا اوقات بھَیانک حادثہ (ایکسیڈینٹ) وُقوُع پذیر ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تکلیف دہ چیز ہے۔

تیسرا منظر یہ ہے کہ مساجد و مدارس اور باغیچے جن کے اطراف صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے، اُن مساجد و مدارس اور باغوں کے اطراف میں گندگی کے ایسے ڈھیر نظر آتے ہیں کہ آدمی اُدھر سے گزرے تو اپنی ناک بند کرلے۔ رہے باغ (گارڈنس) تو اسکی باؤنڈری کے پتھر تک نکال لئے جاتے ہیں اور لوگ وہاں پیشاب و پاخانہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ایک تکلیف دہ چیز ہے جو شریعت کی نظر میں حرام ہے۔

## مرزا عبدالقادر بیدِل

با شمع گفتم اَز چہ سرت می دہی بباد
گُفت آن سرے کہ سجدہ نَدارَد چُنیں خوش اَست

ترجمہ: میں نے شمع سے کہا کہ تو اپنا سَر کیوں ضائع کر دیتی ہے
اس نے جواب دیا کہ جو سر سجدہ کے لئے نہ جھک سکے اسکے ساتھ یہی سلوک بہتر ہے۔
تشریح: جو سر اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے سجدے میں نہ جھکتا ہو وہ ضائع ہو جانے کے قابل ہوتا ہے۔ ہاں وہ سَر یقیناً قابلِ عزت ہوتا ہے جو اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کے آگے جھکنا نہ جانتا ہو۔

# سورہ لہب کا خلاصہ

ڈاکٹر محمد عقیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**شان و شوکت** والے متکبر اور خود سر ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے۔ گویا اس کی سرداری ،اقتدار اور مددگار سب تمام ہوئے اور یہ خود بھی نامراد ہوا۔ اس کا مال ، دولت، عزت اور اعلی اسٹیٹس اور جو کچھ بھی اس نے ساری زندگی لگا کر کمایا وہ اس کے کچھ کام نہ آیا۔

یہ سب کچھ چھن جانا اصل سزا نہیں بلکہ اس عظیم عذاب کی ابتدا ہے جب وہ اپنی جھوٹی انا، بے انتہا تکبر اور اخلاق سے عاری غلیظ وجود کے ساتھ شعلوں سے بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور وہ یہاں تنہا نہیں ہوگا۔ اس کی وہ بیوی بھی اس کے ساتھ ہوگی جو اسے حق کی مخالفت کے لیے بھڑکاتی تھی، جو نبی کی ہجو کرتی تھی، جو اس کے راستوں کو پرخار کرکے خوش ہوتی تھی۔ وہ دنیا میں شاندار ہار پہن کر خوش ہوتی تھی تو ہم اس کی عزت افزائی اس طرح کریں گے کہ اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی جسے پکڑ کر جہنم کے داروغہ لیے پھریں گے۔

## سورہ کا پس منظر

یہ سورہ قرآن کی چند سورتوں میں سے ہے جس میں کسی دشمن کا نام لے کر اس کی بربادی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سورہ کس موقع پر نازل ہوئی ؟ اس پر عام مفسرین کا کہنا یہی ہے کہ یہ نبوت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی جب ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بددعا کی۔ لیکن سورہ میں جس طرح جلالی انداز میں ابولہب کی مذمت کی گئی اور اس کے لیے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے تو اس سے علم ہوتا ہے کہ یہ بالکل ابتدائی زمانے کی سورہ نہیں۔

اتنی سخت زبان استعمال ہونے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ ابولہب نے ایک عرصے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برا سلوک کیا، آپ کو اذیت دی، آپ کی ہمسائگی کے باوجود آپ پر ظلم و زیادتی کی۔ حتی کہ شعب بن ابی طالب کے بائیکاٹ میں یہی ابولہب پیش پیش تھا جس کی بنا پر حضرت خدیجہ اور ابوطالب فوت ہوئے۔

اس ظلم وزیادتی میں ابولہب ہی نہیں بلکہ اس کی بیوی بھی پیش پیش تھی جو نہ صرف اپنے شوہر کو نبی کریم کے خلاف بھڑکاتی، بلکہ خود بھی آگے بڑھ کر اقدام کرتی تھی اور کبھی آپ کی راہ میں کانٹے ڈالتی تو کبھی گندگی۔ یہ دونوں میاں بیوی اس قدر اس دشمنی میں آگے بڑھ چکے تھے کہ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں میں یہی نفرت منتقل کی۔ نبی کریم کی دو صاحبزادیاں ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کی منکوحہ تھیں لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں بیٹوں نے بے دردی سے ان معصوم بچیوں کو طلاق دے دی اور نبی کریم سے بدزبانی بھی کی۔ گویا کہ پورا خاندان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف ذاتی دشمن تھا بلکہ ان کے مشن کا بھی مخالف تھا۔ اس مخالفت کے اسباب دیکھیں تو اس سورہ میں نمایاں ہیں۔ پہلا سبب تو مشرکانہ نظام کو معیشت کا مرکز سمجھنا تھا۔ یعنی ابولہب کو علم تھا کہ اگر اسلام حاوی آجاتا ہے تو اقتدار اس کے ہاتھ میں نہیں رہے گا۔ چنانچہ وہ پوری طاقت کے ساتھ اس مشرکانہ نظام کی حفاظت کرنا چاہتا تھا ۔

دوسری وجہ ابولہب کا مالدار ہونا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اسلام قبول کرنے والے زیادہ تر لوگ تو غریب اور غلام طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو اسے گوارا نہ ہوا کہ مسلمان ہو کر ان لوگوں کو اپنے برابر جگہ دے۔

بہرحال جب یہ سورہ نازل ہوئی تو اس کے بعد یہ پیشن گوئی مکمل طور پر پوری ہوگئی۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد ابولہب سردار بنا اور اسی کی سرداری کے دور میں نبی کریم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینے ہجرت کر گئے۔ ایک سال بعد غزوہ بدر ہوئی جس میں مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں ابولہب نے شرکت نہ کی اور اپنی جگہ دو کرائے کے غلاموں کو بھیج دیا۔ کہتے ہیں کہ اس سورہ کی بنا پر اسے خوف تھا کہ وہ مارا جائے گا۔

غزوہ بدر اس سورہ کی تفسیر ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے کا مطلب اس کی اصل اقتدار کی طاقت تھی جو مشرکین کے سرداروں کی حمایت کی بنا پر اسے حاصل تھی۔ غزوہ بدر ایک عجیب جنگ ہے جس میں قریش کی ٹاپ کی لیڈر شپ ختم ہوگئی۔ مارے جانے والے ۷۰ مشرکین میں سے کم و بیش سارے ہی سردار تھے۔ یہ اس سورہ کی پہلی آیت کی پیشن گوئی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ ابولہب خود اس جنگ میں ڈر کے مارے نہیں آیا لیکن غزوہ بدر کے چند دنوں بعد وہ عدسہ یا چیچک کی بیماری میں مبتلا ہوگیا اور مر گیا۔

اس کی بیماری چونکہ چھوت کی بیماری تھی اس لیے اس کی اولاد سمیت کوئی اسے ہاتھ تک لگانے کو تیار نہ تھا کہ اسے دفن کرے۔ لیکن لوگوں نے اس کی اولاد کو غیرت دلائی تو انہوں نے چند غلاموں کو پیسے دیے جنہوں نے اس کی لاش کو دھکیل کر گڑھے میں پھینک دیا۔ اس کا اس طرح مارا جانا دوسری آیت کی تشریح ہے کہ اس کے کام کچھ نہیں آیا نہ اس کا مال، نہ عزت، نہ اقتدار اور وہ اس ذلت آمیز طریقے سے گڑھے میں دھکیل دیا گیا۔

اگلی آیات میں یہ بتادیا کہ یہ تو حق کی مخالفت کرنے کا دنیوی عذاب ہے۔ آخرت میں وہ اور اس کی بیوی دونوں جہنم کی آگ میں ہونگے جہاں بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے ان کے منتظر ہیں۔

## سورہ کا سبق

اس سورہ کا آج کے دور کا سبق امیر ،مالدار، عزت دار، شہرت والے اور اقتدار کے حامل لوگوں کے لیے ہے۔ جب بھی حق ان کے سامنے آتا ہے تو وہ کچھ تقاضے کرتا ہے۔ وہ انسان کو انا، تکبر اور تعصب چھوڑ کر عجز و انکساری، حق پرستی اور خدا کے حکم کی تعمیل کا تقاضا کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ تقاضا اس کے اقتدار، مال اور دولت کی قربانی بھی مانگتا ہے۔ جو لوگ انا، اقتدار اور دولت کی قربانی نہیں دیتے وہ بعض اوقات دعوت حق کے شدید مخالف ہوجاتے ہیں۔ یہ سورہ اعلان کر رہی ہے کہ ان کی مخالفت جتنی زیادہ بڑھتی جائے گی وہ انجام کے اعتبار سے ابولہب کے قریب ہوتے جائیں گے۔

**ہم لوگ** اختلاف رائے کے آداب سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ بالخصوص کسی دینی اختلاف کے وقت ہمارا پہلا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ ہم مخالف کی نیت کے بارے میں فوری شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ شخص کوئی گمراہی پھیلانے کے لئے یا کوئی فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ نقطہ نظر پیش کر رہا ہے۔ بعض لوگ تو اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر دوسرے کے نقطہ نظر پر مثبت انداز میں تنقید کرنے کی بجائے اس کی ذات کو نشانہ بنا لیتے ہیں اور اسے ہر طریقے سے ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس مسلک میں ہم پیدا ہوگئے، بس وہی حق ہے اور جو اس کے خلاف نقطہ نظر پیش کر رہا ہے وہ باطل اور گمراہ ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ان لوگوں کا کیا قصور ہے جو ہم سے مختلف نقطہ نظر رکھنے والوں کے گھر پیدا ہوگئے اور اپنے ہی نقطہ نظر کو درست سمجھتے ہیں۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب و مسلک پر نظر ثانی کرتے ہوئے حق کی تلاش کیوں نہ کی تو ہمیں بھی اپنے آبائی مسلک و عقیدے پر بھی ایک حق کے سچے متلاشی کی حیثیت سے نظر ثانی کر لینا چاہئے۔

ہمارا رویہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ اگر مخالف مسلک کا کوئی شخص تحقیق پر آمادہ ہو اور اس کے لئے ہمارے مسلک کو سمجھنا چاہے تو ہم اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں لیکن اگر ہمارے مسلک سے تعلق رکھنے والا کوئی طالب علم دوسرے مسلک کی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کر دے تو ہم ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مخالف مسلک کی کوئی کتاب پڑھنا یا ان کے کسی عالم کی بات سننا ہی ہمارے نزدیک گمراہی ہے۔ ابتدا ہی سے ہمارے ذہنوں میں یہ داخل کیا جاتا ہے کہ فلاں مشرک ہے، فلاں بدعتی ہے یا فلاں گستاخ رسول ہے۔ اس کی کوئی بات سننا یا اس کی کتاب پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ اس سے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو دوسرے مسلک کے کسی شخص کو سلام کرنے یا اس سے مصافحہ کرنے سے ہی نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔

ہمارا دین عدل و انصاف کا علم بردار ہے اور اسی کا حکم دیتا ہے۔ کیا دنیا کی کوئی عدالت بھی کسی ملزم کی بات سنے بغیر اسے مجرم قرار دے کر سزا سناتی ہے؟ بدقسمتی سے ہمارے عام مسلمان عدل و انصاف کے علم بردار کہلانے کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلک کے لوگوں کی بات سنے بغیر ان کے متعلق کفر، شرک، بدعت اور گستاخی رسول کا فتویٰ جاری کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ مخالف مسلک کے کسی شخص کو قتل کر دینا کوئی گناہ ہی سمجھا نہیں جاتا۔ ایسا کرنے میں کسی مسلک کی تخصیص نہیں بلکہ سب ہی مسالک کے لوگوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ اس بات کو سب ہی بھول جاتے ہیں کہ اس طرح وہ عدل و انصاف کا خون کرنے میں مصروف ہیں۔

اختلاف رائے تو بہت معمولی سی بات ہے۔ ذرا غور کیجئے تو قومی دشمنی کے معاملے میں بھی قرآن مجید نے ہماری کیا رہنمائی فرمائی ہے: وَلا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (المائدہ 5:8) '' کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

کسی اختلاف رائے کی صورت میں اگر ہم دوسرے کے نقطہ نظر پر تنقید کریں تو اس میں کچھ آداب کا بجالانا عدل و انصاف اور علم و عقل کے مسلمات کی رو سے انتہائی ضروری ہے۔ منظور الحسن صاحب نے ان آداب کو اس طرح پیش کیا ہے۔

- جس شخص پر تنقید کی جا رہی ہو اس کا نقطہ نظر پوری دیانت داری سے سمجھا جائے۔
- اگر اسے کہیں بیان کرنا مقصود ہو تو بے کم و کاست (یعنی بغیر کسی کمی یا اضافے کے) بیان کیا جائے۔
- جس دائرے میں تنقید کی جا رہی ہے، اپنی بات اسی دائرے تک محدود رکھی جائے۔
- اگر کوئی الزام یا مقدمہ قائم کیا جائے تو وہ ہر لحاظ سے ثابت اور موکد ہو۔
- مخاطب کی نیت پر حملہ نہ کیا جائے، بلکہ استدلال تک محدود رہا جائے۔
- بات کو اتفاق سے اختلاف کی طرف لے جایا جائے نہ کہ اختلاف سے اتفاق کی طرف۔
- پیش نظر ابطال نہیں بلکہ اصلاح ہو۔
- اسلوب بیان شائستہ ہو۔

اگر غور کیا جائے تو شاذ ہی ہماری کوئی تنقید اس معیار پر پورا اترتی ہو۔

---

## متشابہات کیا ہیں ؟

سوال: متشابہات سے کیا مراد ہے؟ ان کی چھان پھٹک سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب: متشابہات سے مراد آخرت سے متعلق وہ امور ہیں جن کی کوئی مثال دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے انہیں انسانی زبان کے کچھ ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ قدیم زمانے میں اگر آج کی ایجادات کا ذکر کیا جاتا تو ان کے لئے کوئی الفاظ موجود نہ تھے۔ انہیں اس دور کے ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا جاتا جیسے ہوائی جہاز کے بارے میں کہا جاتا کہ مستقبل میں لوہے کے پرندے ہوں گے جو بہت ہی تیز رفتاری سے پرواز کریں گے ۔ انسان ان کے پیٹ میں بیٹھ کر بہت کم وقت میں دور دراز کا سفر کرسکیں گے۔ اسی طرح کمپیوٹر کے بارے میں کہا جاتا کہ ایسی مشینیں ہوں گی جو بٹن دبانے پر سارا حساب کتاب کر کے رکھ دیں گے۔ موبائل فون کے بارے میں کہا جاتا کہ انسان چھوٹے چھوٹے ڈبوں کی مدد سے ہزاروں میل کے فاصلے پر گفتگو کریں گے۔

جنت اور جہنم میں کس طرح کی اشیا ہوں گی۔ اس کا صحیح علم تو وہاں جا کر ہی ہوسکتا ہے۔ ہمارے محدود مشاہدے کے باعث دنیا کی ہی چند ملتی جلتی چیزوں مثلاً پھل، نہر، باغ، آگ وغیرہ کی مثال بیان کر کے ہمیں سمجھایا گیا کہ جنت اور جہنم کی نعمتیں اور عذاب کچھ اس طرح کے ہوں گے۔ انہی کو امور متشابہات کہتے ہیں۔ چونکہ ان امور میں بحث مباحثہ کر کے ہم کبھی بھی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بیکار مشغلے سے روکا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے۔۔۔

# منشیات کی تباہ کاریاں

از قلم: عبیداللہ بن شفیق الرحمٰن اعظمی محمدی
استاد جامعہ محمدیہ مہسلہ

نشہ پیدا کرنے والی چیزوں کو منشیات کہتے ہیں، اسلام میں نشہ آور ساری چیزیں حرام اور ناجائز ہیں، نشہ کم ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں حرمت کا حکم ہے، اسی طرح نشہ آور چیزوں کیا ستعمال سے نشہ پیدا ہو کہ نہ ہو ہر حال میں منشیات کا استعمال ممنوع ہے، کیونکہ منشیات کی وجہ سے انسان کا ایمان جان و مال عزت و آبرو اور وقت کا ضیاع ہوتا ہے، منشیات سے جسمانی صحت پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے، جسم وجان میں معتدبہ بیماریاں جنم لیتی ہیں، جیسے ہاضمہ کی خرابی، دل دماغ اور گردہ کی بربادی، ہارٹ اٹیک، دمہ، بلڈ پریشر، سوگر، کینسر، مزاج میں تلخی وتیزی، نگاہ کی کمزوری، طاقت وقوت کا فقدان اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محرومی وغیرہ-

قارئین کرام! منشیات میں سب سے عظیم نشہ آور شراب نوشی ہے، شراب نوشی اسلام میں بہت بڑا جرم ہے، شراب نوشی کی بڑی تباہ کایاں اور ہولناکیاں ہیں، اسلام نے شراب پر بہت سخت پابندی عائد کی ہے، اس کے مفاسد اور مضرات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے، آیئے شراب کے کچھ مفاسد کو جان لیتے ہیں-

(اول) شراب ایمان کا خاتمہ کرنے والا مہلک مرض ہے: جب ایک مسلم شخص شراب پیتا ہے تو اس وقت اس کا غائب ہوجاتا ہے (صحیح بخاری: 2475)

(دوم) شرابی ملعون ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر دس جہت سے لعنت بھیجی ہے، حضرت ابوعلقمہ اور عبدالرحمن الغافقی رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے ہیں سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب پر اللہ کی لعنت ہو، پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، نچوڑوانے والے، اٹھانے والے اور جس کے لیے اٹھایا جائے سبھوں پر اللہ کی لعنت ہے (سنن ابوداؤد: 3673/ صحیح)

(سوم) شرابی جنت میں نہیں جائے گا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے نمبر ایک اپنے ماں باپ کا نافرمان، نمبر دو شرابی، نمبر تین احسان جتلانے والا (سنن نسائی: 2562/ حسن صحیح)

(چہارم) شرابی کو جہنمیوں کا پیپ اور پسینہ پلایا جائے گا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیزیں حرام ہیں، اور اللہ تعالی نے شرابی سے یہ عہد لے لیا ہے کہ اسے جہنم کے اندر طینۃ الخبال پلائے گا، پوچھا گیا کہ طینۃ الخبال کیا چیز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جہنمیوں کا پسینہ اور پیپ ہے (صحیح مسلم: 5335)

(پنجم) شرابی کو بطور سزا چالیس کوڑا مارا جائے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شرابی شخص کو لایا گیا، آپ نے اسے چالیس کوڑے لگائے (صحیح مسلم: 4549)

(ششم) شرابی کی گواہی معتبر نہیں ہے: گواہی عادل اور صالح مسلم کی تسلیم کی جاتی ہے، اور بلاشبہ شرابی فاسق اور صریح گنہ گار ہے، گنہ گار اور بدکردار شخص پر لوگوں کا اعتماد اور اعتبار بالکل نہیں رہتا ہے، اس لیے شریعت نے شرابی کی گواہی کو مردود کر دیا ہے-

(ہفتم) شرابی مال کو پانی کی طرح بہاتا ہے: مال اللہ کی عظیم اور گراں قدر نعمت ہے، چنانچہ اپنے مال کا صحیح استعمال کرنا گویا نعمت مال کی شکر گزاری کی نشانی ہے، اور مال میں اسراف کرنا، ناجائز اور حرام جگہوں پر بیدریغ صرف کرنا، منشیات پر لٹانا یہ شیطانی حرکت ہے، اور اسراف کرنے والے دراصل شیطان کے بھائی ہیں (الاسراء: 27)

(ہشتم) شراب ذکر اور نماز سے دور رکھنے والا عمل ہے: جیسا کہ معروف بات ہے کہ شراب پینے سے شرابی کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، شیطان انسان کو نشے میں مبتلا کر کے حواس باختہ بنا کر انہیں ذکر واذکار اور نماز سے دور رکھنا چاہتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے شراب کو شیطانی عمل بتلا کر شیطان کا ہدف بیان کرتے ہوئے فرمایا "شیطان منشیات میں مبتلا کر کے تمہیں نفرت وعداوت میں واقع کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں نماز اور ذکر واذکار سے غافل رکھنا چاہتا ہے" (المائد؟: 91)

(نہم) شراب ام الخبائث ہے: شراب پینے سے نشہ پیدا ہوتا ہے، انسان شراب نوشی کی وجہ سے اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتا ہے، جس کے نتیجے میں شرابی ہر گناہ کا مرتکب ہوجاتا ہے، مثال کے طور پر عقل اور ہوش و حواس کی موجودگی میں زناکاری اور بدکاری سے اچھی فطرت کا حامل انسان گھن کھاتا ہے، ایسے سنگین اور خطرناک جرائم سے دوری اختیار کرتا ہے، مگر شرابی نشہ کی وجہ سے زنا قتل اور بڑے سے بڑے جرائم کو معمولی سمجھ کر انجام دے دیتا ہے، جیسا کہ بہت مشہور واقعہ ہے کہ کسی عابد کو ایک خاتون نے گواہی کے واسطے اپنے گھر کے اندر بلایا اور دروازہ بند کر دیا، پھر وہ گویا ہوئی کہ میں نے تو تمہیں زنا کے لیے دعوت دی تھی، اب آؤ مجھ سے زنا کرو، یا شراب پیو، یا اس بچے کا قتل کرو، اس عابد نے قتل اور زنا کو سنگین سمجھ کر چھوڑ دیا اور شراب پینے کو ترجیح دیا اور شراب پی کر مست ہوگیا، بالآخر اس نے زنا بھی کرلیا اور بچے کا قتل عام بھی کیا (سنن نسائی: 5666/ موقوف صحیح)

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو ام الخبائث قرار دیا ہے (سلسل؟ الأحادیث اصیح؟: 1854/ حسن)

(دہم) شرابی کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب ام الخبائث یعنی تمام برائیوں کی جڑ ہے، جس نے شراب پی اس کی چالیس دن تک کی نماز عند اللہ قبول نہیں ہوتی ہے، اور جو شراب کی حالت میں مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے (سلسل؟ الأحادیث اصیح؟: 1854/ حسن)

(یازدہم) شراب نوشی مالی خسارہ کا باعث ہے: شراب پینے والا کتنا مال ضائع کرتا ہے، ہم اور آپ اس کا جائزہ نہیں لے سکتے ہیں، یومیہ جسے شراب کی لت لگ جائے واللہ وہ اپنی زندگی میں دسیوں لاکھ سے زائد مال برباد کرتا ہے، اگر وہ اپنے مال کی حفاظت کرے، صحیح جگہ پر خرچ کرے، تو اپنی زندگی میں بہت کچھ کرسکتا ہے، اپنے بال بچوں کے لیے بہت کچھ بنا سکتا ہے، تعلیم وتربیت اور کامیاب ہنر سے روشناس کرا سکتا ہے، لیکن حیرت اور تعجب بلکہ افسوس کی بات ہے کہ شرابی شراب پی پی کر اپنی دولت تباہ و برباد کر کے اپنی اولاد کو محتاج اور بیسہارا چھوڑ جاتا ہے، علاوہ ازیں کبھی تو بعض شرابی دوا علاج کی خاطر اپنی قیمتی زمین وجائداد تک بیچ ڈالتے ہیں، یا مقروض ہو کر موت کی نیند سو جاتے ہیں-

(دوازدہم) شراب وقت کی بربادی کا باعث ہے: اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ شرابی اپنی زندگی کا ایک حصہ شراب اور نشہ کی حالت میں گزار دیتا ہے، اس سے بڑھ کر وقت کی بربادی اور زندگی کی تباہی اور کیا ہوسکتی ہے-

(سیزدہم) شراب نوشی اخروی شراب سے محرومی کا باعث ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی، اور مرنے سے پہلے اس نے توبہ نہیں کیا، تو ایسا شخص آخرت کی شراب سے محروم کر دیا جائے گا (صحیح بخاری: 5575)

(چہاردہم) شراب بیماریوں کی جڑ ہے: شرابی کی صحت و تندرستی پر اگر ہم اور آپ بغور جائزہ لیں تو حقیقت واضح ہوگی کہ شرابی بڑی بڑی بیماریوں میں ملوث ہوگا، بالخصوص دمہ، سوگر، بلڈ پریشر، کینسر، ٹی بی، قوہ باہ کی کمزوری، معدہ کی کمزوری، دل ودماغ کی کمزوری، ہاضمہ کی خرابی، نگاہ کی کمزوری وغیرہ وغیرہ-

خلاصہ کلام یہ ہے کہ منشیات ایک مہلک مرض ہے، نشہ ایک گندی اور ہلاکت خیز لت ہے، جس سے انسانی جسم جان مال عقل عزت وآبرو اور ایمان سب کا نقصان ہے، شراب دنیوی نقصانات کے ساتھ ساتھ اخروی نقصانات کا بھی باعث ہے، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم شراب کے نقصانات اور اس کی ہلاکت خیز تباہیوں کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں، اور آج ہی سے یہ عزم مصمم کریں کہ ہم پاک کھائیں گے، پاکیزہ زندگی گزاریں گے، شراب اور نشہ آور چیزوں سے اجتناب کریں گے، اور ہم اس موقع پر اپنی حکومت سے پرزور اپیل کریں گے کہ منشیات پر کھلی پابندی عائد کرے، شرابیوں پر سخت کارروائی کرے، شراب خانوں پر سیل لگائے، شراب بیچنے والوں کے خلاف لاٹھی چارج کرے اور بھاری جرمانہ لگائے، تا کہ ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے، ہمارے بچوں کا مستقبل روشن اور کامیاب ہوسکے-

دعا ہے رب العالمین سے کہ ہم سب کو جملہ منشیات سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین-

# اسلام نے غلامی کو ایک دم ختم کیوں نہ کیا؟

محمد مبشر نذیر

سوال: اسلام نے غلامی کو بیک وقت ختم کرنے کی بجائے تدریجی طریقہ کیوں اختیار کیا؟ کیا ایسا ممکن نہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام غلاموں کو بیک وقت آزاد کر دیتے اور دنیا سے اس لعنت کا خاتمہ ہو جاتا؟

جواب: انقلابی تبدیلیوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جہاں ایک برائی کو ختم کرتی ہیں وہاں دسیوں نئی برائیوں کو جنم دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام نے برائیوں کے خاتمے کے لئے بالعموم ''انقلاب (Revolution)'' کی بجائے ''تدریجی اصلاح (Evolution)'' کا طریقہ اختیار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غلاموں کی حیثیت بالکل آج کے زمانے کے ملازمین کی تھی جن پر پوری معیشت کا دارومدار تھا۔ غلامی کے خاتمے کی حکمت عملی کو سمجھنے کے لئے اگر درج ذیل مثال پر غور کیا جائے تو بات کو سمجھنا بہت آسان ہوگا۔

موجودہ دور میں بہت سے مالک (Employers) اپنے ملازمین (Employees) کا استحصال کرتے ہیں۔ ان سے طویل اوقات تک بلامعاوضہ کام کرواتے ہیں، کم سے کم تنخواہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، بسا اوقات ان کی تنخواہیں روک لیتے ہیں، خواتین ملازموں کو بہت مرتبہ جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں آپ ایک مصلح ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ دنیا سے ملازمت کا خاتمہ ہوجائے اور تمام لوگ آزادانہ اپنا کاروبار کرنے کے قابل (Self Employed) ہوجائیں۔ آپ نہ صرف ایک مصلح ہیں بلکہ آپ کے پاس دنیا کے وسیع وعریض خطے کا اقتدار بھی موجود ہے اور آپ اپنے مقصد کے حصول کے لئے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔

ان حالات میں آپ کا پہلا قدم کیا ہوگا؟ کیا آپ یہ قانون بنا دیں گے کہ آج سے تمام ملازمین فارغ ہیں اور آج کے بعد کسی کے لئے دوسرے کو ملازم رکھنا ایک قابل تعزیر جرم ہے ؟ اگر آپ ایسا قانون بنائیں گے تو اس کے نتیجے میں کروڑوں بے روزگار وجود پذیر ہوں گے ۔ یہ بے روزگار یقینا روٹی ، کپڑے اور مکان کے حصول کے لئے چوری ، ڈاکہ زنی ، بھیک اور جسم فروشی کا راستہ اختیار کریں گے۔ جس کے نتیجے میں پورے معاشرے کا نظام تلپٹ ہوجائے گا اور ایک برائی کو ختم کرنے کی انقلابی کوشش کے نتیجے میں ایک ہزار برائیاں پیدا ہوجائیں گی۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ملازمت کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے تدریجی اصلاح کا طریقہ ہی کارآمد ہے۔ اس طریقے کے مطابق مالک و ملازم کے تعلق کی بجائے کوئی نیا تعلق پیدا کیا جائے گا۔ لوگوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے گا وہ اپنے کاروبار کو ترجیح دیں۔ انہیں کاروبار کرنے کی تربیت دی جائے گی۔ جو لوگ اس میں آگے بڑھیں، انہیں بلا سود قرضے دیے جائیں گے اور تدریجاً تمام لوگوں کو 8 گھنٹے کی غلامی سے نجات دلا کر مکمل آزاد کیا جائے گا۔ (واضح رہے کہ کارل مارکس اس مسئلے کا ایک حل '' کمیونزم '' پیش کرچکے ہیں اور دنیا کے ایک بڑے حصے نے اس کا تجربہ کرنے کی کوشش بھی کی ہے جو ناکام رہا۔)

عین ممکن ہے کہ اس سارے عمل میں صدیاں لگ جائیں۔ ایک ہزار سال کے بعد، جب دنیا اس مسئلے کو حل کرچکی ہو تو ان میں سے بہت سے لوگ اس مصلح پر تنقید کریں اور یہ کہیں کہ

(صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

# بواسیر کا آسان، گھریلو اور طب نبوی ﷺ کے تناظر میں اکسیر بہدف علاج

حکیم محمد شیراز
آر آر آئی یو ایم، کشمیر یونیورسٹی

بواسیر ایک عام مرض ہے جو عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتا ہے۔موسم سرما اور ۴۵ سے ۶۵ سال کی عمر اس کے لئے موافق آتی ہے۔لذت کام و دہن نے اس مرض کو اور بھی بڑھاوا دیا ہے۔صحت کی مناسب تدابیر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کی ایک بڑی تعداد اس مرض کا علاج کر کر کے تھک چکی ہے اور کسی متبادل علاج کے لئے ساعی ہے۔قارئین کی درخواست پر مرض بواسیر کا آسان گھریلو علاج رقم کیا جاتا ہے۔

نسخہ: کاغذی لیمو کاٹ کر دونوں ٹکڑوں پر پسا ہو کتھا ڈالیں اس طرح کہ زیادہ سے زیادہ لیموں میں جذب ہو جائے اور پھر دونوں ٹکڑوں کو کسی تھال وغیرہ میں رکھ کر رات کے وقت باہر اوس (شبنم) میں رکھ دیں۔صبح دونوں ٹکڑے چوس لیں۔صرف پہلی خوراک سے ہی انشاء اللہ خون بند ہو جائے گا۔اور اس سے بھوک بھی خوب لگے گی۔

طب نبوی ﷺ سے بواسیر کا علاج:

نبی ﷺ کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھال آیا۔انہوں نے ہمیں فرمایا کہ "کھاؤ!" ہم نے اس میں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔"اگر کوئی کہے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر آ سکتا ہے تو میں کہوں گا یہی وہ ہے کیونکہ یہ بلاشبہ جنت کا میوہ ہے۔اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور نقرس (گٹھیا) میں مفید ہے"۔

(الطب النبوی ﷺ علامہ ابن قیّم الجوزی، ص:۲۲۵۔۲۲۶)

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔لہٰذا دو عدد انجیر ہمراہ آب تازہ صبح خالی پیٹ کھانا، بواسیر کے لئے اکسیر ہے۔

# مثبت ایکٹیویٹی

سعدیہ کامران
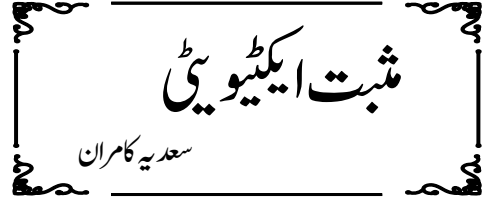
سر، کمر اور پیر میں شدید درد رہنا یہ دور حاضر کا عام مسئلہ ہے خصوصاً آدھے سر درد کی شکایت تو عام ہے۔بھوک نہ لگنا۔پھر مزاج میں چڑچڑا پن کمزوری سستی بے زاری حتیٰ کہ بسا اوقات روٹین ورک تو دور کی بات انسان نہانے کپڑے تبدیل کرنے اور بال سنوارنے میں بھی سستی برتنے لگتا ہے۔ہر وقت دل کرتا ہے کہ بستر پر پڑے رہیں۔کمزوری اور نیند کی کیفیت کی وجہ سے طبیعت بیزار رہتی ہے جسکی وجہ سے تنہا رہنا ہی بہتر لگتا ہے۔روشنی تک بری لگتی ہے۔جبکہ رات کو نیند اڑ جاتی ہے۔ساری ساری رات جاگنا معمول بن جاتا ہے۔

کندھوں اور کندھوں کے درمیان گردن کی ہڈی کے مہرے اور ریڑھ کے درمیانے مہرے پر جلتا سگریٹ رکھا محسوس ہوتا ہے۔

ان کیفیات کا روحانی علاج کروایا جائے تو علامات بتاتی ہیں کہ شدید نظر بد کا اثر ہے جس کی وجہ سے جادو کروایا گیا ہے۔اسکا تجربہ انڈے اتار کر کیا جاتا ہے جس میں سے سوئیاں برآمد ہوتی ہیں۔اور پھر ثبوت مل جانے پر جادو کا توڑ شروع ہو جاتا ہے۔اور پیر صاحب کی نکل پڑتی ہے۔

جبکہ اس کا میڈیکلی ٹیسٹ کروایا جائے تو تین بڑی وجوہات سامنے آتی ہیں نظر کی کمزوری معدے کی کمزوری اور وائٹامن ڈی کی شدید کمی۔معدہ کمزور ہوتا ہے تو زبان کا ذائقہ بھی بدل جاتا ہے اور قبض کی شکایت بھی ہوتی ہے اسکے سگنلز صاف طور پر سر درد کی صورت سامنے آتے ہیں۔جبکہ متاثرہ شخص کی اسکن مردہ سی نظر آنے لگتی ہے۔آکسیجن کی کمی بھی سر درد کا باعث بنتی ہے۔

وائٹامن ڈی کی ڈیفیشینسی تو مانو ایک روگ ہے جو ہڈیوں کو بھر بھرا اور بھری جوانی میں بڈھا کر دیتی ہے۔اعصاب کمزور کر دیتی ہے۔چڑچڑاپن، بداخلاقی، کم ہمتی اپنے عروج کو چھونے لگتی ہے۔

٭ غور طلب:- بات اگر میڈیکلی ڈس آڈر تھا تو پھر نظروں کے سامنے انڈا اتارنے پر انڈے میں سے سوئی کیسے برآمد ہوئی؟ اس کا سیدھا سا طریقہ جو کہ عاملوں کے یہاں عام ہے۔ سرکے کے پانی میں رات بھر انڈے کو بگھو دیں اس کا شیل نرم ہو جاتا ہے پھر اس میں سوئیاں ڈال دیں اور واپس ان کو کھلی ہوا میں رکھ دیں شیل دوبارہ سخت ہو جائے گا اور سوراخ کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔

اسی طرح بہت سارے جادو کے اتار کے لئے چیزیں بنائی جاتی ہیں۔لیموں میں رنگ یا خون انجیکٹ کیا جانا تو عام ترین بات ہے۔

بسا اوقات کیا زیادہ تر ہائیپنو سیس سے کام لیا جاتا ہے خصوصاً جب ناخن میں کسی دشمن کی تصویر کا دیکھایا جانا یا جن کا باتیں بتانا۔

مشورہ:- اپنا میڈیکلی علاج کروائیں۔صبح کی بدری دھوپ لیں جس میں الٹرا وائیلٹ ریز ہوتی ہیں۔ساتھ ہی غذا اور وائیٹامن ڈی کے انجیکشنز جو کہ ڈاکٹر تجویز کرے گا۔ساتھ ہی معدے کا پراپر علاج کروائیں۔غذا میں فائبر کی مقدار کئی گنا بڑھا دیں۔پانی خوب پیئں اور سانس شعوری طور پر لیں۔

مثبت سوچا کریں۔شیطان کو سوچنا بند کریں رحمٰن کو سوچنا شروع کریں۔تب ہی اندھیرے سے روشنی میں آئیں گے۔

## ایک بہت اہم بات۔۔۔

خود کو بہت اہم اور انوکھا سمجھنا بند کر دیں۔نہ تو آپ حسن کا بھنڈار ہیں کہ حسن آپ پر ختم ہو گیا ہو۔اور نہ ہی آپ رئیس اعظم اور ہفت اقلیم کے مالک۔زرا سوچیں ایک سے ایک مردان حسن اور حسن کی دیویاں ہیں جو کہ خود کو نمائش کے لئے دنیا کے سامنے پورے ہار سنگھار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔انکو نظر جن جنات جادو نہیں کھاتا۔مارک زکر برگ یا اسٹیو جاب اور خاص کر بل گیٹس کو نظر نہیں لگتی کہ یہ غریب فقیر قلاش ہو جائیں۔لیکن آپ کے چند لاکھ کو نظر لگ جاتی ہے۔دس بار نہیں ہزار بار سوچئے۔ایک بار پورے شعور کے ساتھ زور سے پوری طرح کنکھارتے ہوئے استغفار پڑھ کر ان سب خیالات کو جھٹک دیجئے خود کو مضبوط کیجئے۔

# علم- شیطان کا ایک ہتھیار

ڈاکٹر محمد عقیل

" حضرت! میں بہت زیادہ علم حاصل کرنا چاہتا ہوں، بہت زیادہ" میں نے کہا۔

"تو حاصل کرلو، کس نے روکا ہے؟" حضرت نے جواب دیا۔

"جناب مسئلہ یہ ہے کہ علم بعض اوقات تکبر پیدا کرتا ہے۔مجھے ڈر ہے کہیں وہی سب کچھ نہ ہو جو شیطان کے ساتھ ہوا کہ وہ اپنے علم کے زعم میں خدا کے سامنے کھڑا ہو گیا؟"

" دو ہدایات پر عمل کرو، پہلی یہ کہ جو کچھ علم حاصل کرو، اس کی تمام اچھائیوں کو من جانب اللہ سمجھو۔ہر اچھی کوٹ، آرٹیکل یا کتاب لکھو تو اس کے اچھے پہلوؤں کو من جانب اللہ سمجھو۔اس کا سارا کریڈٹ خدا کے اکاؤنٹ میں ڈال دو۔اس سے ملنے والی تعریفوں پر یوں سمجھو کہ لوگ تمہاری نہیں بلکہ اس خدا کی توفیق کی تعریف کر رہے ہیں جو اس نے تمہیں عطا کی۔"

" بہت عمدہ بات کہی آپ نے حضرت!، دوسری ہدایت کیا ہے؟"

" دوسری ہدایت یہ کہ جب کسی کو علم سکھاؤ تو استاد نہیں طالب علم بن کر سکھاؤ۔اس کو سمجھانے کی بجائے اس سے طالب علم بن کر سوال کرو۔ اس کے سوالوں کے جواب ایک طالب علم کی حیثیت سے دو۔اپنی کم علمی اور غلطیوں کا کھل کر اعتراف کرو۔اس طرح تم خود کو عالم نہیں طالب علم سمجھو گے اور تکبر پیدا نہیں ہو گا۔

" بہت شکریہ حضرت! آپ نے بہت اچھے طریقے سے بات کو سمجھایا۔"

"یاد رکھو! علم وہ ہتھیار ہے جس کا غلط استعمال خود کو ہی ہلاک کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔شیطان سب سے آسانی سے عالموں ہی کو پھانستا ہے۔پہلے اسے یہ یقین دلاتا ہے تم تو عالم ہو، تمہیں سب پتا ہے۔جب سب پتا ہے تو یہ کل کے بچے تمہارے سامنے کیا بیچتے ہیں؟ اس کے بعد لوگوں کو حقیر دکھاتا ہے۔،لوگوں کے لائکس اور واہ واہ کو استعمال کر کے انسان میں تکبر، غرور اور انا کو مضبوط کرتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ انسان خود کو عقل کل سمجھنے لگ جاتا ہے۔پھر اپنی اور دنیا والوں کی نظر میں عالم اور متقی نظر آتا ہے، لیکن خدا کی کتاب میں اسے "ابوجہل" لکھ دیا جاتا اور فرشتوں کی محفل میں اسے شیطان کا ساتھی گردانا جاتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی۔"

## ہوشیار باش

- ماضی میں مت جیو، مستقبل کے خواب مت دیکھو، اپنے دماغ کو موجودہ لمحے پر مرکوز رکھو۔ ـ گوتم بدھ
- بہت سے لوگ اس سے آدھی محنت میں جنت میں جا سکتے ہیں جو وہ جہنم میں جانے کے لیے کرتے ہیں۔ بن جانسن
- ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے ,جو اس شخص میں ہے۔
- یہ ہماری فطرت ہے۔ لوگ کامیابی کو پسند کرتے ہیں مگر کامیاب لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ کیرٹ ٹاپ
- چھوٹے دماغ غیر معمولی باتوں سے متاثر ہوتے ہیں اور بڑے دماغ معمولی باتوں سے۔ بلاز پاسکل

(صفحہ 5 سے آگے)

انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا، ویسا کیوں کیا مگر اس دور کے انصاف پسند یہ ضرور کہیں گے کہ اس عظیم مصلح نے اس مسئلے کے حل کے لئے ابتدائی اقدامات ضرور کئے تھے۔

اب اسی مثال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر منطبق کیجئے۔ اسلام غلامی کا آغاز کرنے والا نہیں تھا۔ غلامی اسے ورثے میں ملی تھی۔ اسلام کو اس مسئلے سے نمٹنا تھا۔ عرب میں بلا مبالغہ ہزاروں غلام موجود تھے۔ جب فتوحات کے نتیجے میں ایران، شام اور مصر کی مملکتیں مسلمانوں کے پاس آئیں تو ان غلاموں کی تعداد کروڑوں میں تھی۔ اگر ان سب غلاموں کو ایک ہی دن میں آزاد کر دیا جاتا تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ نکلتا کہ کروڑوں کی تعداد میں طوائفیں، ڈاکو، چور، بھکاری وجود میں آتیں جنھیں سنبھالنا شاید کسی کے بس کی بات نہ ہوتی۔

اسلام نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے جو اقدامات کئے وہ یہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو غلاموں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے کی تربیت دی۔ انہیں یہ حکم دیا کہ جو تم خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو، وہی انہیں پہناؤ اور ان کے کام میں ان کی مدد کرو۔ غلاموں کو اپنا بھائی سمجھو، ان کا خیال رکھو اور ان پر ظلم نہ کرو۔ اسی تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ اپنے غلاموں سے اچھا برتاؤ کرنے لگے۔ احادیث میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام کو دیکھ کر یہ پہچاننا مشکل تھا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں سے بیٹوں کا سا سلوک کرتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو اعلیٰ اخلاقی تربیت دیں اور انہیں آزاد کر دیں۔ لونڈیوں کو آزاد کرنے کے بعد ان سے شادی کرنے کو ایسا کام قرار دیا جس پر اللہ تعالیٰ کے حضور دوہرے اجر کی نوید ہے۔ بعد کے دور میں ہمیں ایسے بہت سے غلاموں یا آزاد کردہ غلاموں کا ذکر ملتا ہے جو علمی اعتبار سے جلیل القدر علماء صحابہ کے ہم پلہ تھے۔ ایک مثال سیدنا سالم رضی اللہ عنہ تھے جن کا شمار ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔

مثال قائم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام غلام آزاد کئے یہاں تک کہ اپنی وفات کے وقت آپ کے پاس کوئی غلام نہ تھا۔ آپ کے جلیل القدر صحابہ کا بھی یہی عمل تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت سے ایسے غلام خرید کر آزاد کئے جن پر ان کے مالک اسلام لانے کے باعث ظلم کرتے تھے۔ صحابہ کی تاریخ میں ایسے بہت سے غلاموں کا ذکر ملتا ہے جو آزاد کئے گئے تھے۔ ان کے حالات پر کئی کتابیں بھی لکھی گئیں جو کتب الموالی کہلاتی ہیں۔

دور جاہلیت میں آزاد کردہ غلاموں کو بھی کوئی معاشرتی مقام حاصل نہ تھا۔حضور نبی

(بقیہ صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

سوال: سجدہ تلاوت کا کیا حکم ہے ؟

جواب: سجدہ تلاوت واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور اس کے سنت ہونے اور عدم و جوب کی دلیل یہ ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم پڑھی اور آپ نے سجدہ نہیں کیا۔صحیح بخاری: حدیث 1037، صحیح مسلم حدیث:577

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ممبر پر خطاب کے دوران سورہ نحل کی تلاوت کی اور پھر سجدہ کے مقام پر سجدہ کیا، پھر اس کے بعد والے جمعہ کو سورہ نحل کی تلاوت کی اور جب سجدہ کے مقام پر پہنچے تو فرمایا اے لوگو! ہم سجدہ سے گذر رہے ہیں تو جس نے سجدہ کیا اس نے درست کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور آپ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت فرض نہیں قرار دیا بلکہ ہماری چاہت پر چھوڑ دیا ہے۔ صحیح بخاری حدیث :1077

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سجدہ تلاوت گرچہ واجب نہیں تاہم تلاوت قرآن کرنے والے کو چاہیے کہ جب سجدے کی آیت سے گذرے تو سجدہ کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ یہ دعاء پڑھے

اللھم لک سجدت وبک امنت ولک اسلمت سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ و بصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین ۔صحیح مسلم حدیث:771

سوال: سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے ؟

: جواب: سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھے جانے کے متعلق مختلف اقوال ہیں

ایک قول یہ ہے کہ سورہ توبہ کے ساتھ بسم اللہ نازل نہیں ہوئی ، جب کہ دوسری سورتوں کے ساتھ بسم اللہ بھی نازل ہوئی تھی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ ایک ہی سورت ہے اور انفال کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے یہ بعض صاحبہ رضوان اجمعین کا قول ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور اس میں مشرکین سے براءت کا اعلان عام ہے ۔بحوالہ ابن کثیر

## Have Some Pun !!

What did one Ocean say to the other Ocean?
Nothing, they just waved.

What do you call a Psychic Midget who has escaped from Prison?
A Small Medium At Large !!

Did you Hear the Joke about the Roof ?
It might be over your Head.

Trust your Calculator
its something to count on.

I broke my arm in two Places, you know what the doctor said?
Stay out of those Places.

I went to the doctor the other day and i said, have you got anything for wind ?
so he gave me a kite.

Why Its hard to Explain puns to Kleptomaniacs?
They take things so literally.

I have a fear of speed bumps, but I'm slowly getting over it.

اسلام نے غلامی کو ایکدم ختم کیوں نہ کیا(**صفحہ 6 سے آگے**)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے سابقہ مالکوں کا ہم پلہ قراد دیا۔

ایسے غلام جو آزادی کے طالب تھے، ان کی آزادی کے لئے قرآن نے مکاتبت کا دروازہ کھولا۔ اس کے مطابق جو غلام آزادی کا طالب تھا، وہ اپنے مالک کو اپنی مارکیٹ ویلیو کے مطابق قسطوں میں رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتا تھا۔ صحابہ کرام ایسے غلاموں کی مالی مدد کرتے جو مکاتبت کے ذریعے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالک کو رقم ادا کر کے انہیں آزاد کروایا تھا۔قرآن نے حکومتی خزانے میں سے ایسے غلاموں کی مالی امداد کا حکم دیا ہے۔

جنگی قیدیوں کو غلام بنایا جاتا تھا۔قرآن نے جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ یا تو انہیں بلامعاوضہ آزاد کر دیا جائے یا پھر ان سے جنگی تاوان وصول کر کے آزاد کیا جائے۔ اگرچہ بعض جنگوں میں قیدیوں کو عارضی طور پر غلام بنایا گیا مگر معاشرے میں انہیں جذب کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً انہیں آزاد کیا جاتا رہا حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عرب کے اندر غلامی کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہے کہ اسلام نے غلامی کو ختم کرنے کے لئے یا کم از کم غلاموں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ایسے اقدامات کئے جن کا تصور بھی اس دور میں محال تھا۔

# اہم اعلانات

## تفسیرِ قُرآن اپنے آخری مرحلے میں

الحمدللہ، تفسیر قرآن کا کام اب آخری مرحلے(proof-reading)میں ہے۔ان شاءاللہ ایک مہینے میں کام پورا ہوجائے گا۔ ڈیڑھ مہینے کی سخت محنت کے بعد ٹائپنگ کا کام ختم ہوا تھا،اس کے بعد مختلف آیات کی تفسیر تمام پاروں میں گڈمڈ تھی،اُن تمام آیتوں کو چھانٹ کر سورتوں میں لایا گیا۔تیسرا مرحلہ یہ تھا کہ ہر سورت میں آیات کو مرتب کیا گیا جو ایک بہت تھکا دینے والا عمل تھا۔کبھی کبھی تو مسلسل پانچ گھنٹے کمپیوٹر پر ٹائپسٹ کے ساتھ گزارنا پڑتا تھا۔ میں اپنے رب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے کَلام پر تھوڑی بہت محنَت کی توفیق عطا فرمائی۔پوری دُنیا سے ہمت افزائی کے فون موصول ہو رہے ہیں۔ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حافظ جلال الدین القاسمی

## تروپتی اور اورنگ آباد میں فضیلۃ الشیخ جلال الدین قاسمی کا سہ روزہ دورہ تدریبیہ

تمام دینی علوم میں علم الفرائض (علم المیراث) کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اس فَن کو کسی قابل اُستاذ سے پڑھے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا۔اور یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ جب تک اس فَن کو ایک خاص انداز سے نہ پڑھایا جائے تو یہ فَن گرفت میں نہیں آتا ہے۔الحمدللہ، شیخ حافظ جلال الدین قاسمی اس عظیم فَن کو نہایت ہی آسان انداز میں تِروُپتی میں پڑھانے والے ہیں۔ساتھ ساتھ آپ حضرات کو یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ اورنگ آباد میں فروری کے مہینے میں ایک سہ روزہ دورہ تدریبیہ کاانعقاد کیا جارہا ہے جس میں شیخ حافظ جلال الدین قاسمی ان تین دنوں میں فَنِّ نحو کے تمام اہم مبادیات پڑھائیں گے۔اس میں شریک ہونے والے طلباء یا تو وہ فارغین ہوں گے جو اس فن میں کمزور ہیں اور وہ طلباء بھی ہوں گے جو عربی مدارِس میں اونچے دَرَجات میں تعلیم حاصِل کر رہے ہیں۔اس دورہ تدریبیہ میں ہندوستان کے اکثر صوبوں کے طلباء کا داخلہ ہوگا۔تفصیلات جلد ہی آپ سب کے گوش گُذار کر دی جائیں گی۔

# خوشخبری

ابوعبیدہ جلال الدین قاسمی (لیکچرر آر ایم پٹیل کالج،دھولیہ) کے ذریعے مہاراشٹر نصاب کی گیارھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب "یووک بھارتی" کا بہترین اردو ترجمہ چھَپ کر اساتذہ اور طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے الحمدللہ۔اب انگریزی گرامر کو معاونِ حافظہ اور اشعار کی شکل میں یاد رکھنے کی نایاب تراکیب سے معمور انگریزی گرامر کی کتاب "Getting Along In English" اور بارھویں جماعت کی انگریزی کتاب"یووک بھارتی" کا اُردو ترجمہ بھی ان شاءاللہ جلد منظرِ عام پر آنے والا ہے۔اس سال کے جونیئر کالج کے طلباء کے لئے "Shortcut To Success" نامی ایک کتابچے کی بھی تالیف کی گئی ہے جس میں تحریری استعداد و مہارت (Writing Skill) اور اہم قوائدِ زبان (Grammar) سے متعلق انتہائی اختصار کے ساتھ اہم نکات اور منظم ہیئت و ترتیب بندی (format) بنا کر واضح کر دئے گئے ہیں جسے کم وقت میں طلباء انتہائی آسانی کے ساتھ یاد کر کے، بیان کردہ طریقِ کار کے مطابق پرچے میں لکھ کر کُل نمبرات (۴۵ مارکس) حاصل کر سکتے ہیں۔جن حضرات کو مندرجہ بالا کتابیں مطلوب ہوں وہ اخبار ابصار کے پتے پر ہم سے رابطہ کریں۔یا دیے گئے نمبرات پر کال یا وھاٹساپ کریں۔ ۹۱۴۵۱۴۶۶۷۲/۸۶۵۷۳۲۳۶۴۹

# دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، مالیگاؤں کی شاندار سالانہ تقریب

مالیگاؤں۔ الحمدللہ، مورخہ ۲۸ جنوری،\۲۰۱۸ بروز اتوار شام **6:30** سے رات **10** بجے تک کوالعلم ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر انصرام جاری دی نالج انگلش میڈیم اسکول، نیاپورہ کی جانب سے ایک عظیم الشان سالانہ تقریب کاانعقاد کیا گیا، جس میں اس اسکول کے نرسری اور جونیئر کے.جی کلاسیس کے ننھے منھے بچوں نے مختلف حیرت انگیز پرفارمنس سے سامعین کومبہوت کر دیا۔عربی ،انگریزی اور سنسکرت جیسی زبانوں میں مختلف موضوعات پر مبنی بچوں نے جس طرح سے مختلف مظاہرے پیش کئے، اسے دیکھ کر سامعین حیران وششدر رہ گئے۔

اس پروگرام کی ابتداء فاطمہ فردوس کی دلنشین قرآت سے ہوئی۔ اس کے بعد رونق تقریب اور پروگرام کی صدر محترمہ شان ہند نہال احمد صاحبہ (کارپوریٹر) کی اجازت سے پروگرام کو آگے بڑھایا گیا۔ دور دراز کے مختلف شہروں خصوصاً واپی (گجرات)، ناسک اور ممبئی سے تشریف لائی ہوئی مختلف شخصیات نے اس پروگرام میں شرکت کی اور بچوں اور اساتذہ کی کافی سراہنا کی اور چیئرمن صاحب کو مبارکباد دی۔ اسکول کے چیئرمین محترم حافظ جلال الدین قاسمی حفظہ اللہ (ایم اے) نے ابتدا میں تعارفی کلمات پیش کیے اور اسکول کے قیام کے اغراض ومقاصد بتائے، نیز مستقبل کے عزائم پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اس اسکول کے جیسا معیار آپ کہیں نہیں پائیں گے ان شاء اللہ، کیونکہ نرسری کلاس سے ہی ہم آگے کی جماعتوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین کے اصول وضوابط بچوں کو ازبر کروادے رہے ہیں۔ پروگرام کے دوران محترم حبیب بھائی (کراٹے ماسٹر) اور انکے کراٹے کلاس کی پوری ٹیم نے اس پروگرام میں اپنی خدمات پیش کیں۔

مالیگاؤں گرلس ہائی اسکول کی پرنسپل، محترمہ رقیہ محمد صدیق صاحبہ نے اپنی شرکت سے اس تقریب کو زینت بخشی اور تاثرات میں اسکول کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور مستقبل میں اپنا بھرپور تعاون دینے کی یقین دہانی کی۔ ہاشمی آواز کے ایڈیٹر محترم سمیع اللہ انصاری صاحب، حافظ عنایت اللہ صاحب، حافظ سلطان سیف محمدی، جناب رئیس احمد عبد الحمید، جناب اقبال نذیر، جناب احمد عثمانی اور جناب انصاری لئیق سر صاحبان پروگرام کے اخیر تک شریک محفل رہے اور اپنے تاثراتی کلمات میں چیئرمین، پرنسپل واساتذہ کو مبارکبادیاں دیں اور بچوں کے پرفارمنس پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانان میں مولانا خیر اللہ صاحب (گجرات) ،مولانا حبیب صاحب (گجرات)، جناب ارشاد عرف پپو صاحب (واپی)، جناب منور حسین صاحب (ناسک)، جناب مولانا عبد الوحید صاحب (ناسک) جناب سمیر عبد الرزاق صاحب (صدر اتحاد اسلامک انگلش اسکول، ممبئی) اور موصوف کی اہلیہ اور اتحاد اسلامک انگلش اسکول کی ڈائریکٹر محترمہ نیلوفر صاحبہ کا استقبال اور شکریہ ادا کیا گیا۔

نظامت کے فرائض دی نالج انگلش اسکول کے انچارج واسسٹنٹ ہیڈ محترم اسامہ ج۔ق سر نے انجام دیے۔ اسامہ سر نے دوران تقریب اس بات کا انکشاف کیا کہ صرف مالیگاؤں ہی نہیں بلکہ پورے مہاراشٹر ریاست کی یہ واحد اسکول ہے جہاں نرسری کے بچوں کو سنسکرت کی تعلیم دی جارہی ہے۔ پروگرام کی ابتدا میں استقبالیہ اور اخیر میں رسم شکریہ کے فرائض اسکول کے پرنسپل جاوید سر نے انجام دیے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کی۔ والدین کا اسکول انتظامیہ کے ساتھ بھرپور تعاون رہا۔ نسیم میم، ثمینہ میم، ناعمہ میم، اور صبا میم نے بچوں کو تیار کرنے میں کافی محنت کی اور انکے لئے خوبصورت ڈریسیس کا انتخاب کیا جس پر انہیں والدین اور مہمانان کی جانب سے کافی مبارکبادیاں اور سراہنا ملیں۔

ایک بچے کے ذریعے سنسکرت کے حروف تہجی **ماہیشور سوترا** پر پرفارمنس کے بعد اسکول کے چیئرمین محترم جلال الدین قاسمی سر نے بذات خود **ماہیشور سوترا** سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ یاد رہے کہ ماہیشور سوترا سنسکرت کی حروف تہجی کو کہتے ہیں جو کہ پنڈتوں کو بھی ٹھیک سے یاد نہیں ہوتی۔ اسکے بعد چیئرمن سر نے ماہیشور سوترا کے علمی فوائد پر روشنی ڈالی کہ اس سے ہندی اور مراٹھی کے حروف تہجی بھی بیک وقت آسانی سے یاد ہوجاتے ہیں۔ پروگرام کے بعد مہمانوں کے لئے ایک پرتکلف دعوت کا انتظام کیا گیا۔ دی نالج انگلش اسکول میں خواتین مہمانان کی ضیافت کی گئی۔ سامعین نے پوری دلجمعی اور نظم وضبط کے ساتھ پروگرام کو اخیر تک دیکھا اور سنا جناب زاہد حسین صاحب نے اپنے تاثرات میں پروگرام کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا۔ ہر پرفارمنس پر سامعین نے زوردار تالیوں کے ساتھ بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور کچھ سامعین حضرات کی جانب سے بچوں نے انعامات بھی وصول کئے۔ اخیر میں اسامہ ج۔ق سر نے رسم شکریہ کے بعد پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ اسکول کی کارکردگی سے متعلق مزید معلومات کے لئے ۹۸۳۴۹۲۶۴۴۹ پر اسامہ سر سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

منجانب: شعبہ نشرواشاعت دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، مالیگاؤں

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar,Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203. Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaarakhbar@gmail.com